مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

قارئین کے سوالات

”علم“ کلمہ معتبر ہونے کی ایک شرط ہے تو ”لاعلمی“ مانعِ تکفیر کیسے؟

سوال: آپ نے شرح نواقض اسلام صفحہ ۱۴ پر لکھا ہے کہ: ”آدمی کا اپنے فعل کی بابت لا علم ہونا یا تاویل رکھنا مانعِ تکفیر ہے“۔

لیکن جب آدمی شروطِ لا الٰہ الا اللہ کو پورا کرے گا کہ جس کی پہلی شرط ہی آپ نے ”لا الٰہ الا اللہ کا علم“ رکھی ہے، جب آدمی اس پہلی شرط کو پورا کرے گا تو لازمی طور پر وہ لا علم اور جاہل نہیں رہے گا۔ اگر وہ لا علم اور جاہل ہی ہے تو پھر وہ تو مسلمان ہی نہیں ہوا کیونکہ اُس نے پہلی شرط ”علم“ کو ہی پورا نہیں کیا۔

یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص لا الٰہ الا اللہ کا علم حاصل کرنے کے بعد اسلام میں داخل ہو اور اُسے یہ بھی علم نہ ہو کہ غیر اللہ سے استغاثہ، غیر اللہ کی ندا، غیر اللہ کی نذر و نیاز شرکِ اکبر ہے بلکہ وہ انسانوں پر معبود اور طاغوت تک بن بیٹھنے سے بھی لا علم رہے اور ایسے شخص کیلئے بھی کہا جائے کہ اُس کی تکفیر میں لا علمی مانع ہو، تو پھر بتائیے اُس نے علم کس چیز کا حاصل کیا ہے؟

آپ ایک طرف شروط کے پورا نہ ہونے پر اسلام کا داخلہ ہی نہیں مانتے، اور دوسری طرف ایسے ہی شخص کو مسلمان بنا کر اُس پر کفر کے مانع (جہالت) کو تسلیم کرتے ہو۔ یہ طرز آخر کیوں ہے؟

جو شخص کلمہ کی شرطیں ہی پوری نہ کرے تو اُس کا کلمہ ہی معتبر نہیں، جیسا کہ ہمارے جاہل معاشرے کا حال ہے، تو آپ

http://www.eeqaz.com مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

انہیں کافر کہنے میں کیوں توقف کرتے ہیں؟

جو شخص طاغوتوں اور باطل معبودوں کی نفی نہیں کرتا ہے اُس کا کلمہ کیسے معتبر ہو سکتا ہے؟ کیونکہ کلمہ کا پہلا تقاضا یہی ہے کہ باطل معبودوں کی نفی کی جائے، آخر ایسے شخص کی تکفیر میں توقف کیوں ہے؟ ایسے شخص کو کیونکر مسلمان سمجھا جائے؟

(طارق سلیم-پتوکی)

جواب:

پہلی بات جاننے کی یہ ہے کہ ہم نے نہ تو ''شروطِ لا الٰہ الا اللہ'' محض اپنی 'تحقیق' پر انحصار کر کے بیان کر دیے ہیں اور نہ ''نواقضِ اسلام'' اور نہ ''موانعِ تکفیر''۔ یہ سب باتیں ہم اہل سنت کی کتب اور مصادر سے بیان کرتے ہیں۔ کتب اہل سنت سے بیان اور نقل کرنے میں ضرور کسی وقت ہم غلط ہو سکتے ہیں، لیکن جہاں تک مسئلہ زیر بحث کا تعلق ہے، تو کتب میں بیان ہونے والی ''شروطِ لا الٰہ الا اللہ'' میں پہلی شرط یقیناً یہی بیان ہوئی ہے کہ آدمی کو اِس کلمہ کا مدلول معلوم ہو۔ اور جہاں تک کتب میں بیان ہونے والے ''موانعِ تکفیر'' کا تعلق ہے تو اُن میں بلاشبہ پہلا مانع ''لاعلمی'' ہی بیان ہوئی ہے۔

جب ایسا ہے تو لامحالہ ہمیں دیکھنا ہوگا کہ کونسی ''لاعلمی'' آدمی کیلئے عذر ہو سکتی ہے اور کونسی نہیں۔ اِن دونوں میں فرق کرنے کیلئے ہمیں اہل علم کے ہاں پائی جانے والی ایک اصطلاح ''**معلوم من الدین بالضرورۃ**'' کا بھی علم لینا ہوگا، جس کی تفصیل آئندہ پیروں میں آ رہی ہے:

شہادتین کے مدلول سے واقف ہونا مسلمان ہونے کیلئے شرط ہے۔ اِس سے تو کسی کو کسی وقت چھوٹ مل ہی نہیں سکتی۔ البتہ کچھ مسائل ہو سکتے ہیں جو کسی خاص ماحول میں آدمی پر غیر واضح رہ جاتے ہوں اور وہاں پر دستیاب تعلیمی امکانات اُس جہالت کا ازالہ نہ کر پاتے ہوں:

۱- شہادتین کا مدلول یہی ہے کہ ''اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں''۔ کوئی شخص لا الٰہ الا اللہ کے اِس واضح و صریح مدلول سے ہی آگاہ نہیں تو اس کے حق میں لا الٰہ الا اللہ کی پہلی شرط ہی پوری نہیں ہوئی۔ جو شخص شہادتین کے اِس <u>معنیٰ اور مدلول</u>

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

سے ہی واقف نہیں کہ ''اللہ کے سوا جو کوئی بھی ہستی ہے اُس کو پوجنا اور اُس کی عبادت کرنا باطل ہے۔ اُس کی عبادت سے انکار کرنا واجب ہے اور عبادت کو اللہ وحدہ لاشریک کیلئے خالص کر دینا اُس پر اور جملہ انسانی مخلوقات پر لازم ہے۔ اور یہ کہ وہ اور جملہ انسانی مخلوقات صرف اور صرف محمد ﷺ کی لائی ہوئی شریعت پر چلتے ہوئے ہی اللہ کی عبادت بجالانے کی مکلّف ہیں''...... جو شخص اِس بات سے ہی لاعلم ہے☆ تو اُس کا یہ جہل اور لاعلمی ہرگز کوئی عذر نہیں، بلکہ اِس کے بغیر اُس کا ''کلمہ'' ہی نہیں۔ ظاہر ہے ایسی لاعلمی کا ''موانع تکفیر'' میں آنا تو خارج از سوال ہے۔

''علم'' کا یہ پہلو ''شروطِ لا الٰہ الا اللہ'' کے ساتھ متعلق ہے۔

۲۔ ہاں البتہ ''عبادت'' کی بعض تفصیلات کسی شخص پر مخفی رہ سکتی ہیں۔ (اِس حوالہ سے سب افراد ایک برابر نہ ہوں گے، کسی پر کوئی چیز مخفی ہوگی تو کسی پر مخفی نہیں ہوگی) ''جہالت'' کا عذر دینے یا نہ دینے کی ساری بحث اِسی ثانی الذکر صنف کے ساتھ متعلق ہے۔ یعنی وہ امور جن میں ''عبادت'' کی بعض تفصیلات اور انواع آدمی پر مخفی رہ سکتی ہیں۔

''لاعلمی'' کا یہ پہلو ''موانعِ تکفیر'' کے ساتھ متعلق ہے۔

جہاں تک غیر اللہ کیلئے نذر اور نیاز اور غیر اللہ سے دعاء اور استغاثہ اور فریاد ایسے افعال کی بابت آپ کے سوال کا تعلق ہے، تو علمائے توحید اِن کو مخفی امور میں نہیں گنتے۔ ہمارے معاشرے میں توحید کے کم از کم اِن جوانب کو ضرور ایک کثرت اور شدت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ یہاں کے ایک عام آدمی کیلئے اِن امور میں کوئی عذر نہیں۔ شرط صرف یہ ہے کہ آپ کسی شخص کو واقعتاً غیر اللہ کو سجدہ کرتے ہوئے، یا غیر اللہ کی نذر دیتے ہوئے، یا غیر اللہ کا نام پڑھ کر ذبیحہ دیتے ہوئے، یا غیر اللہ سے دعاء اور استغاثہ کرتے ہوئے دیکھیں۔ محض یہ بات کہ اُس شخص کا کسی ایسی جگہ پر آنا جانا ہے یا

☆ یہی چیز جس میں ''لاعلمی'' ہرگز کوئی عذر نہیں اور جس کو ہم نے ''مدلولِ شہادتین'' کہا ہے، اس کو امام ابن قیمؒ اِس طرح بیان فرماتے ہیں:

والإسلام هو: توحيد الله وعبادته وحده لا شريك له، والإيمان بالله وبرسوله، واتباعه فيما جاء به، فما لم يأت به العبد فليس بمسلم (طريق الهجرتين، ص ٦٠٨)

''اسلام ہے: اللہ کی توحید، اور عبادت کرنا تنہا اُسی کی بلاشرکت غیرے، اور ایمان لانا اللہ پر اور اُس کے رسول پر، اور رسولؐ کی اتباع اختیار کر لینا اُس چیز میں جس کو لے کر رسولؐ مبعوث ہوا۔ پس جب تک کسی شخص نے یہ چیز ہی اختیار نہیں کی، تو وہ مسلم ہی نہیں''

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

آبائی طور پر وہ کسی ایسے 'فرقے' سے گنا جاتا ہے، جبکہ آپ نے اُس کو کوئی واضح واضح شرکیہ فعل کرتے ہوئے نہیں دیکھا، اُس پر حکم لگانے کیلئے کافی نہیں۔

رہ گئی ثانی الذکر صنف، یعنی جہاں ''عبادت'' کی بعض ''تفصیلات'' یا ''انواع'' ایک آدمی پر مخفی رہ گئی ہوں، جبکہ اُس کو ایسا ماحول اور مواقع میسر نہ ہوں جہاں وہ ''عبادت'' کی اُن تفصیلات کا علم لے سکا ہوتا...... تو اِس دائرے میں علمائے سنت کے مابین **عذر بالجھل** کے حوالے سے بحوث اور آراء پائی جاتی ہیں۔ معروف علمائے سنت میں سے شاید ہی کوئی عالم ہو جس نے ___ اصولاً ___ اِس دائرہ میں لاعلمی کے عذر کا اعتبار نہ کیا ہو۔ کوئی اختلاف ہوگا تو اس کی تفصیلات میں۔

اِسی کی مثال کے تحت بعض علماء نے ''ذاتِ انواط'' کا واقعہ بیان کیا ہے۔ (''ذاتِ انواط'' ایک بیری کا درخت جس کے ساتھ اہل جاہلیت اپنے جنگی ہتھیار لٹکایا کرتے تھے۔ فتح مکہ کے بعد کچھ نو مسلموں نے آپؐ سے درخواست کی: یارسول اللہؐ! ہمارے لئے بھی ویسا ہی ایک ''ذات انواط'' مقرر فرمادیں جیسا ''ذات انواط'' دوسرے لوگوں کا ہے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! یہ ویسی ہی بات ہے جیسی بات اصحابِ موسیٰؑ نے کہی تھی کہ ہمارے لئے بھی ویسا ہی ایک الٰہ بنا دو جیسا الٰہ دوسروں کا ہے''؟...... سنن الترمذی، صححہ الألبانی) یہاں رسول اللہ ﷺ نے ان کی جہالت کے ازالہ کی ضرورت محسوس فرمائی، کیونکہ وہ شہادتین کے صریح مدلول پر بہرحال قائم تھے۔

اِسی ثانی الذکر صنف کی مثال کے تحت ہی علمائے عقیدہ یہ مثال بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص جو نو مسلم ہے اور اس سے پہلے وہ کسی مسلم معاشرے میں نہیں رہا، یا جو کسی ایسے خطے میں زندگی گزارتا رہا ہے جہاں اُس کو اسلام کے بعض واجبات قطعیہ (مانند صوم وصلاۃ) کے وجوب یا محرمات قطعیہ (مانند سود وشراب) کی حرمت کا علم نہ ہوسکتا تھا، وہ اگر اپنی لاعلمی کے باعث ایسے واجبات قطعیہ کے وجوب یا محرمات قطعیہ کی حرمت کا انکار کر بیٹھے، تو اُس کے حق میں یہ ایک عذر ہوسکتا ہے۔ یعنی ایسی ''لاعلمی''، تکفیر کے موانع میں سے ایک مانع ہوسکتی ہے۔

کفریہ اقوال یا افعال کی یہ صنف، جس میں ''لاعلمی'' کا عذر تسلیم ہوسکتا ہے، اس کی بابت شیخ محمد بن عبدالوہابؒ فرماتے ہیں:

فإن الذی لم تقم علیه الحجة هو الذی حدیث عهد بالإسلام والذی

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ

http://www.eeqaz.com مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

نشأ ببادية بعيدة، و يكون ذلك فى مسألة خفية مثل الصرف و العطف فلا يكفر حتىٰ يُعَرَّف ؛ وأما أصول الدين التى أوضحها الله و أحكمها فى كتابه فإن حجة الله هو القرآن فمن بلغه القرآن فقد بلغته الحجة☆

(دیکھئے: الرسائل الشخصية لمحمد بن عبد الوهاب، الرسالة السادسة و الثلاثون

(مکتوباتِ شخصی محمد بن عبدالوہاب، مکتوب رقم ۳۶)،

علاوہ ازیں یہی رسالہ دیکھا جاسکتا ہے: الدرر السنية، الجزء العاشر، ص ۹۳)

''وہ شخص جس پر حجت قائم نہیں ہوئی، وہ ہوسکتا ہے جو نومسلم ہے، اور جو شخص کسی دور دراز کے دیہاتی ماحول میں پلا بڑھا ہے، اور یہ کسی ایسے مسئلہ میں ہوتا ہے جو غیر واضح ہو، مثلاً صَرْف (ٹونے کے عملیات جو کسی کو محبوب سے پھیرنے کیلئے ہوتے ہیں یا عَطْف (عملیات جو شوہر کو مائل کرنے کیلئے ہوتے ہیں)☆ ۔ پس ایسے شخص کی تکفیر نہ کی جائے گی جب تک اُس کی جہالت دور نہ کردی جائے۔ رہ گئے دین کے اساسی امور جن کو اللہ نے واضح کردیا ہے اور اپنی کتاب میں اُن کو محکم کردیا ہے، تو (اُن مسائل میں) اللہ کی

☆ شیخ محمد بن عبدالوہاب کی ''کشف الشبہات'' پر تعلیقات لکھتے ہوئے، (جہاں محمد بن عبد الوہابؒ کا یہ جملہ آتا ہے: أن الإنسان يكفر بكلمة يخرجها من لسانه ، وقد يقولها وهو جاهل فلا يعذر بالجهلِ ''انسان ایک ایسے کلمہ کی بنیاد پر کافر ہوسکتا ہے جسے وہ اپنی زبان سے نکال دیتا ہے، اور ہوسکتا ہے کسی وقت وہ لاعلمی میں وہ کلمہ بول دے، اور لاعلمی اُس کیلئے عذر نہ ہو'') شیخ عبد العزیز آل عبداللطیف کہتے ہیں:

ظن بعضهم أن الشيخ محمد بن عبد الوهاب -رحمه الله - لا يعذر بالجهل مطلقا لأجل هذه العبارة وما فى معناها، وقابلهم فريق آخر فادعوا أن الشيخ يرى الإعذار بالجهل مطلقاً ، واحتجوا بقول الشيخ -فى إحدى رسائله : -''وأما ما ذكره الأعداء عنى أنى أكفر بالموالاة وأكفر الجاهل الذى لم تقم عليه الحجة ، فهذا بهتان عظيم''

ولكى يزول الإشكال بين هذه العبارة ويتسنى الجمع بينهما ، فيمكن أن يقال : إن الشخص يعذر بالجهل فى المسائل الخفية ، دون المسائل الظاهرة الجلية ، كما حقق ذلك الشيخ المصنف بقوله : ''إن الشخص المعين ، إذا قال ما

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

http://www.eeqaz.com مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

(بقیہ حاشیہ از گزشتہ صفحہ)

یوجب الکفر، فإنه لا یحکم بکفره حتی تقوم علیه الحجة التی یکفر تارکها ، وهذا فی المسائل الخفیة التی قد یخفی دلیلها علی بعض الناس ، وأما ما یقع منهم فی المسائل الظاهرة الجلیة ، و ما یعلم من الدین بالضرورة ، فهذا لا یتوقف فی کفر قائله ، ولا تجعل هذه الکلمة عکازة تدفع بها فی نحر من کفر البلدة الممتنعة عن توحید العبادة والصفات بعد بلوغ الحجة ووضح المحجة"..

ویقول : أیضا : "إن الذی لم تقم علیه الحجة هو الذی حدیث عهد بالإسلام، والذی نشأ ببادیة ، و یکون ذلک فی مسألة خفیة مثل الصرف والعطف، فلا یکفر حتی یعرف ، وأما أصول الدین التی وضحها الله فی کتابه فإن حجة الله هی القرآن، فمن بلغه فقد بلغته الحجة"

وجواب آخر وهو أن یقال : إن الشخص لا یعذر بالجهل إذا کان مفرطا ومقصرا فی التعلیم ، فکل جهل یمکن للمکلف دفعه لا یکون حجة للجاهل .

وأما من کان عاجزاً فلم یقصر أو یفرط فإنه یعذر بالجهل حتی تقوم علیه الحجة ، کمن أسلم حدیثاً

(تعلیقات علی کشف الشبهات،

مؤلفه الدکتور عبد العزیز بن محمد بن علی آل عبد اللطیف ص ٢٤)

بعض لوگوں نے اِس عبارت اور اس کے مفہوم کی بنا پر یہ گمان کر لیا ہے کہ شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ مطلق طور پر جہل کو عذر نہیں مانتے۔ اِس کے برعکس ایک دوسرا فریق ہے جس کا دعویٰ ہے شیخ محمد بن عبدالوہاب مطلق طور پر جہل کو عذر مانتے ہیں۔ یہ فریق شیخ کے ایک مکتوب میں آنے والی اِس عبارت کو دلیل بناتا ہے:

"رہ گئی وہ بات جو دشمنوں نے میری بابت پھیلائی ہے کہ میں موالات کی بنا پر تکفیر کرتا ہوں، اور اس جاہل کی تکفیر کرتا ہوں جس پر حجت ہی قائم نہیں ہوئی ہے، تو یہ (مجھ پر) بہت بڑا بہتان ہے"

(دیکھئے: تاریخ ابن غنام 80:2، نیز مؤلفات الشیخ 10:3)

تاآنکہ اِس اشکال کا ازالہ ہو جائے، اور تاآنکہ محمد بن عبد الوہاب کی اِن دونوں عبارتوں میں جمع کیا جاسکے، یہ کہا جاسکتا ہے کہ:

ایک فرد جہالت کی وجہ سے معذور ٹھہرایا جا سکتا ہے ایسے مسائل میں جو غیر واضح ہوں، نہ کہ اُن مسائل میں جو واضح اور جلی ہوں۔ جیسا کہ خود

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

(بقیہ حاشیہ از گزشتہ صفحہ)

مصنف (شیخ محمد بن عبدالوہاب) ہی نے ایک مقام پر تحقیق بیان کی ہے کہ:

''ایک شخصِ معین اگر ایک ایسا لفظ بولے جو اُس کے کافر ہو جانے کا موجب ہو، تو اُس کے کافر ہو جانے کا حکم پھر بھی نہیں لگایا جائے گا جب تک اُس پر وہ حجت قائم نہ کر لی جائے جس کا تارک کافر ہوتا ہے۔ البتہ یہ اُن مسائل کی بابت ہے جو غیر واضح ہوں، جن کی دلیل بعض لوگوں پر خفی رہ سکتی ہے۔ رہ گئی وہ چیز جو اُن سے ظاہر اور جلی مسائل میں سرزد ہوتی ہے، اور ان مسائل میں جو ''معلوم من الدین بالضرورۃ'' (وہ مسائل جن کا دین سے معلوم ہونا قطعی ہے)، تو یہاں البتہ ایسی بات کے قائل کے کفر میں کوئی توقف نہ کیا جائے گا، اور (عذر کی) اس بات کو بیساکھی بنا کر ہر ایسے شخص کے رد میں پیش نہیں کر دیا جائے گا جو کسی ایسے علاقے کی تکفیر کرے جو عبادات اور صفات والی توحید کے خلاف مزاحمت پر بضد ہو، جبکہ ان کو حجت پہنچ چکی ہو اور دلیل واضح ہو چکی ہو''

(دیکھئے: الدرر السنیة، 244:8، نیز فتاوی الشیخ محمد بن ابراہیم: 74،73:1)

نیز محمد بن عبدالوہابؒ کا یہ قول:

''وہ شخص جس پر حجت قائم نہیں ہوئی، وہ ہو سکتا ہے جو نومسلم ہے، اور جو شخص کسی دور دراز کے دیہاتی ماحول میں پلا بڑھا ہے، اور یہ کسی ایسے مسئلہ میں ہوتا ہے جو غیر واضح ہو، مثلاً وہ عملیات جو کسی کو (محبوب سے) پھیرنے کیلئے ہوتی ہیں یا وہ عملیات جو (شوہر کو) مائل کرنے کیلئے ہوتی ہیں۔ پس ایسے شخص کی تکفیر نہ کی جائے گی جب تک اُس کی جہالت دور نہ کر دی جائے۔ رہ گئے دین کے اساسی امور جن کو اللہ نے واضح کر دیا ہے، تو (اُن مسائل میں) اللہ کی حجت قرآن (خود) ہے۔ پس (دین کے اساسی امور میں) جس کو قرآن پہنچ چکا اُس کو حجت پہنچ چکی''۔

(دیکھئے: مؤلفات الشیخ، الفتاویٰ 12:3)

اور یہ جواب بھی دیا جا سکتا ہے کہ: ایک فرد لاعلمی کی وجہ سے معذور نہ ٹھہرایا جائے گا اُس وقت جب وہ علم لینے میں کوتاہ اور قصوروار ہو۔ پس ہر وہ لاعلمی جس کو ایک مکلّف انسان اپنے آپ سے دفع کر سکتا تھا، آدمی کے لاعلم رہنے کی صورت میں اُس کیلئے دلیل نہیں بنے گی۔

رہ گیا وہ شخص جو عاجز تھا، اور علم لینے میں کوتاہ اور قصوروار نہیں ہوا، تو ایسا شخص اپنی لاعلمی کے باعث معذور مانا جائے گا، یہاں تک کہ اُس پر حجت قائم ہو جائے۔ جس طرح کہ اُس شخص کے معاملہ میں ہوتا ہے جو نومسلم ہو۔

(یہ پوری بحث دیکھئے: تعلیقات علی کشف الشبہات، مؤلفہ ڈاکٹر عبدالعزیز آل عبداللطیف، ص: ۲۵،۲۶)

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

حجت قرآن (خود) ہے۔ پس (دین کے اساسی امور میں) جس کو قرآن پہنچ چکا اُس کو حجت پہنچ چکی''۔

چنانچہ شہادتین کے صریح مدلول سے لاعلم ہونا تو کسی صورت عذر ہی نہیں۔ یہاں تک کہ عقیدہ کے وہ قطعی مسائل بھی جو آدمی پر، اُس ماحول میں جو اُس کو دستیاب ہے، مخفی نہ رہ سکتے ہوں ___ یعنی وہاں پر پائے جانے والے علمائے عقیدہ وداعیانِ توحید نے اُن کا کافی بیان کر رکھا ہو ___ مگر آدمی نے محض اپنی کوتاہی کے باعث ان امور کا علم نہ لیا ہو، اُن امور کی بابت آدمی کی جہالت بھی اُس کیلئے عذر نہیں ہوسکتی۔

اِسی چیز کو ''معلوم من الدین بالضرورۃ'' بھی کہا جاتا ہے۔ یعنی وہ چیز جس کی بابت یہ معلوم ہونا کہ وہ دین اسلام سے ہے قطعی ویقینی ہو۔ ''معلوم من الدین بالضرورۃ'' اسلامی کی وہ قطعیات ہیں جن کا منکر دین سے خارج ہو جاتا ہے۔ اردو کے اسلامی لٹریچر میں اِس کیلئے ''ضروریاتِ دین'' کا لفظ بھی مستعمل ہے۔

کثیر اہل علم نے اِس بات کا بھی اعتبار کیا ہے کہ ''معلوم من الدین بالضرورۃ'' کی ذیل میں آنے والے امور ایک ماحول اور معاشرے کی نسبت کسی دوسرے ماحول اور معاشرے میں ___ ایک حد تک ___ مختلف ہوسکتے ہیں ☆۔ یعنی یہ ہوسکتا ہے کہ دین اور عقیدہ کے کچھ مسئلے کہیں پر غیر واضح ہوں یا بہت زیادہ الجھا دیے گئے ہوں، جس کے باعث اُن مسائل کا صحیح فہم پانے کے امکانات وہاں پر بہت کم پائے گئے ہوں، اور اس وجہ سے وہاں پر خاص اُن مسائل میں جہالت کا عذر

☆ علماء کے کلام میں اس چیز کا بکثرت تذکرہ ہے۔ یہاں پر ہم شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کے اِس مختصر اقتباس پر کفایت کریں گے:

وأیضا فکون الشيِ معلوما مِن الدِینِ ضرورۃ أمر إضافِي فحدِیث العھدِ بِالاِسلامِ ومن نشأ بِبادِیۃ بعِیدۃ قد لا یعلم ھذا بِالکِلیۃِ فضلا عن کونِہِ یعلمہ بِالضرورۃِ (مجموع الفتاویٰ، ج ۱۳ ص ۱۱۸)

''نیز، ایک چیز کا معلوم من الدین بالضرورۃ ہونا ایک اضافتی relative چیز ہے۔
چنانچہ ایک نومسلم، اور وہ شخص جو کسی دور دراز کے دیہاتی علاقہ میں پلا بڑھا ہے اس کو ان مسائل کا قطعی طور پر دین میں سے معلوم ہونا تو درکنار، ہوسکتا ہے سرے سے ہی معلوم نہ ہو''

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر
آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ ایقاظ

http://www.eeqaz.com مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں

اتنا ہی زیادہ قابل اعتبار ہو، جبکہ کسی اور جگہ پر ایسی علمی شخصیات و مراجع پائے جاتے ہوں کہ اُن امکانات کے ہوتے ہوئے عین اُنہی مسائل میں جہالت اور لاعلمی نہ صرف یہ کہ ہرگز کوئی عذر نہ ہو بلکہ آدمی کی جہالت ولاعلمی وہاں پر بجائے خود ایک قابل مواخذہ جرم ہو۔

لہٰذا واضح ہو، رسالہ نواقض اسلام میں ہم نے جو ''موانعِ تکفیر'' بیان کئے ہیں، یعنی وہ امور جو کسی شخص سے ایک کفریہ قول یا فعل صادر ہونے کے باوجود، اُس کو کافر قرار دینے میں شرعاً مانع ہوتے ہیں، اُن میں ''لاعلمی'' کو بھی ایک مانعِ تکفیر کے طور پر ذکر کیا گیا ہے.. تو اس لاعلمی کا تعلق ''کفریہ اقوال یا اعمال یا رویوں'' کی اسی دوسری صنف سے ہے، یعنی وہ امور جو کسی خاص ماحول اور معاشرے میں آدمی پر مخفی رہ سکتے ہوں۔ رہ گئی ''کفریہ اقوال یا اعمال یا رویوں'' کی پہلی صنف، یعنی وہ امور جن کا بیان اور تعلیم کسی خاص ماحول اور معاشرے میں آدمی کو کافی حد تک میسر ہوں، تو اُس میں آدمی کی لاعلمی ہرگز کوئی عذر نہیں۔

☆☆☆☆☆

مولانا سعید احمد جلالپوری، مولانا عبدالغفور ندیم اوران کے رفقاء کا قتل

ایک خاموش مہم کا باقاعدہ حصہ ہے

دین کے داعیوں اور عالموں کو راستے سے ہٹانے کا یہ عمل ایک عرصہ سے جاری ہے۔ عالم اسلام میں کفر کے ایجنڈا کو چیلنج کرنے والے اور امت اسلام کو اس کے اصل سے وابستہ رکھنے کیلئے کوشاں داعی اپنے تمام تر پرامن طرزِ عمل کے باوجود کفریہ گلوبلائزیشن کیلئے ناقابل برداشت ہیں، جس کو، کچھ خاص دوافع کے باعث، اِس وقت ہمارے پڑوس کی ایک سے زیادہ قوتوں کا تعاون بھی پوری طرح حاصل ہے۔ عالم اسلام میں بڑی دیر سے یہ ایک گھناؤنا کھیل کھیلا جارہا ہے جبکہ بین الاقوامی کھلاڑیوں کیلئے یہ محض شطرنج کے مہرے ہلانے کے مترادف ہے۔

کیا امت اسلام اس مرحلہ پر اپنے علماء اور اپنے داعیوں کی بقاء کی اہمیت سے واقف ھے؟؟؟